بسم اللہ الرحمن الرحیم

# منگنی توڑنا اور اس پر جرمانہ لینا کیسا؟

دارالافتاء اہلسنت (دعوت اسلامی)

## سوال

کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلے کے بارے میں کہ ہماری برادری میں جب رشتے کی بات فائنل ہوتی ہے، تو عام طور پر ڈائریکٹ نکاح نہیں کرتے، بلکہ منگنی کر دی جاتی ہے، پھر کچھ عرصہ بعد نکاح اور رخصتی کی تقریب ہوتی ہے، اس دوران فریقین کا ایک دوسرے کے گھر آمد و رفت کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور عموماً رشتہ پایہ تکمیل تک پہنچ جاتا ہے، لیکن کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ فریقین میں سے کسی ایک کی طرف سے جواب دیکر منگنی توڑ دی جاتی ہے اور جب کبھی ایسی صورتحال پیش آجائے کہ کسی ایک کی طرف سے منگنی توڑ دی جائے، تو اسے بہت ہی معیوب سمجھا جاتا ہے اور ساتھ ہی برادری والے منگنی توڑنے والے پر بھاری جرمانہ ڈالتے ہیں تاکہ آئندہ کوئی ایسا قدم نہ اٹھائے، اب اس ساری صورتحال کے پیشِ نظر دریافت طلب امر یہ ہے کہ

(1) جب لڑکا و لڑکی کی آپس میں منگنی کر دی جائے، تو فریقین میں سے کسی ایک کا منگنی توڑ دینا شرعاً کیسا ہے اور کیا منگنی توڑنے کی وجہ سے وہ گناہ گار ہوگا؟

(2) فریقین میں سے کسی نے منگنی توڑ دی، تو اس پر مالی جرمانہ ڈالنا کیسا ہے؟

## جواب

منگنی (یعنی یہ بات پکی کرنا کہ فلاں کی شادی فلاں سے کی جائے گی، اس) کی شرعی حیثیت وعدہ کی ہوتی ہے اور منگنی کر کے توڑ دینا وعدہ خلافی ہے، لیکن اس کی مندرجہ ذیل تین صورتیں بنتی ہیں:

(۱) اگر منگنی توڑنے والوں کا منگنی (نکاح کا وعدہ) کرتے وقت ہی یہ ارادہ تھا کہ اسے پورا نہیں کریں گے، تو بغیر عذرِ شرعی اس نیت سے وعدہ کرنا حرام اور گناہ ہے اور ایسے وعدہ کی خلاف ورزی کو ہی منافقت کی علامت قرار دیا گیا ہے (لیکن منگنی وغیرہ کے معاملات میں یہ صورت ہونا مشکل ہے)۔

(۲) اگر وعدہ سچے دل سے کیا تھا، پھر کوئی معقول عذر پیدا ہوا، جس کی پاسداری وعدہ پورا کرنے کے مقابلے میں ترجیح رکھتی ہو، جیسے دوسرے فریق کے متعلق کردار کی خرابیاں سامنے آجائیں، تو ایسے عذر و مصلحت کی بناء پر منگنی توڑ دینے میں شرعاً کوئی حرج نہیں۔

(۳) اور اگر کوئی عذر و مصلحت نہ ہو، تو بلاوجہ منگنی توڑ دینا مکروہ تنزیہی و خلافِ مروت ہے، چاہیئے کہ حتی الامکان اس وعدہ کو پورا کیا جائے تاکہ بلاوجہ طعن و تشنیع، غیبتوں اور دیگر مفاسد کا دروازہ نہ کھلے، ورنہ فریقِ ثانی کو اعتماد میں لے کر راضی کر لیا جائے، اگر وہ بخوشی اجازت دیدیں، تو کراہت بھی باقی نہ رہے گی اور مفاسد کا دروازہ بھی بند ہو جائے گا۔

اللہ عزوجل قرآن کریم میں ارشاد فرماتا ہے: ﴿وَاَوْفُوْا بِالْعَهْدِ ۚ اِنَّ الْعَهْدَ كَانَ مَسْـُٔوْلًا﴾ ترجمہ کنز العرفان: "اور عہد پورا کرو، بیشک عہد کے بارے میں سوال کیا جائے گا۔" (پارہ 15، سورۃ بنی اسرائیل، آیت 34)

**وعدے کی خلاف ورزی علاماتِ نفاق میں سے ہے۔** چنانچہ صحیح بخاری میں ہے: "آیۃ المنافق ثلاث: اذا حدث کذب واذا وعد اخلف واذا اؤتمن خان" ترجمہ: منافق کی تین نشانیاں ہیں: جب بات کرے، تو جھوٹ بولے اور وعدہ کرے، تو توڑ دے اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے، تو خیانت کرے۔ (صحیح بخاری، کتاب الایمان، باب علامۃ المنافق، جلد 1، صفحہ 16، مطبوعہ دار طوق النجاۃ)

**اس کی مزید وضاحت دوسری حدیث پاک میں کچھ یوں ہے:** "المنافق الذی اذا حدث وھو نفسہ انہ یکذب واذا وعد وھو یحدث نفسہ انہ یخلف واذا اؤتمن وھو یحدث نفسہ انہ یخون" ترجمہ: منافق وہ ہے جب بات کرے، تو جانتا ہو کہ جھوٹ بول رہا ہے اور جب وعدہ کرے، تو جانتا ہو کہ اس کی خلاف ورزی کرے گا اور جب اس کے پاس امانت رکھی جائے، تو جانتا ہو کہ وہ خیانت کرے گا۔ (مسند بزار، جلد 6، صفحہ 504، مطبوعہ مدینہ منورہ)

**کنز العمال میں ہے:** "لیس الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان یفی ولکن الخلف ان یعد الرجل ومن نیتہ ان لا یفی" ترجمہ: وعدے کی خلاف ورزی یہ نہیں کہ کوئی بندہ وعدہ کرے اور اس کی نیت پورا کرنے کی ہو، بلکہ خلاف ورزی یہ ہے کہ بندہ وعدہ کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ وہ اسے پورا نہیں کرے گا۔ (کنز العمال، جلد 3، صفحہ 347، مطبوعہ بیروت)

**عمدۃ القاری میں ہے:** "(اذا وعد اخلف) نبہ علی فساد النیۃ، لان خلف الوعد لا یقدح الا إذا عزم علیہ مقارنا بوعدہ، اما اذا کان عازما ثم عرض لہ مانع اوبدالہ رای فھذا لم توجد فیہ صفۃ النفاق،۔۔۔ وقال العلماء: یستحب الوفاء بالوعد بالھبۃ وغیرھا استحبابا مؤکدا ویکرہ إخلافہ کراھۃ تنزیہ لا تحریم" ترجمہ: (جب وعدہ کرے، تو خلاف ورزی کرتا ہے) یہ فسادِ نیت پر تنبیہ فرمائی ہے، کیونکہ وعدے کی خلاف ورزی اسی صورت میں معیوب ہے، جب توڑنے کا ارادہ وعدہ کرنے کے ساتھ ملا ہوا ہو، بہر حال جب اسے پورا کرنے کا ارادہ ہے، پھر کوئی مانع در پیش ہوا یا دوسری رائے ظاہر ہوئی، تو اس صورت میں نفاق والی صفت نہیں پائی جائے گی، اور علماء فرماتے ہیں: تحفہ دینے کا یا اس کے علاوہ کوئی وعدہ پورا کرنا مستحب ہے اور اس کی تاکید بھی ہے اور اسے توڑ دینا مکروہ تنزیہی ہے، تحریمی نہیں۔ (عمدۃ القاری، کتاب الایمان، باب علامات المنافق، جلد 1، صفحہ 221، مطبوعہ بیروت)

**امام اہلسنت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ منگنی کی شرعی حیثیت اور اسے توڑنے کے متعلق تفصیل بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:** "نسبت (منگنی) صرف ایک اقرار و وعدہ ہے اور ایک جگہ نسبت کر کے چھڑا لینا خلف وعدہ، جس کی تین صورتیں ہیں: اگر وعدہ سرے سے صرف زبانی بطور دنیا سازی کیا اور اسی وقت دل میں تھا کہ وفا نہ کریں گے، تو بے ضرورت شرعی وحالت مجبوری سخت گناہ و حرام ہے، ایسے ہی خلاف وعدہ کو حدیث میں علامات نفاق سے شمار کیا۔۔ اور اگر وعدہ سچے دل سے کیا، پھر کوئی عذرِ مقبول و سببِ معقول پیدا ہوا، تو وفا نہ کرنے میں کچھ حرج کیا ادنیٰ کراہت بھی نہیں، جبکہ اس عذر و مصلحت کو اس وفائے وعدہ کی خوبی و فضیلت پر ترجیح

ہو، خصوصاً امرِ نکاح میں کہ عمر بھر کے ساتھ کا سامان اور سخت نازک معاملہ ہے، خصوصاً بے چاری شریف زادیوں کے لیے، خصوصاً بلاد ہندوستان میں۔ پس اگر نسبت کے بعد کوئی حرج و نقصان ظاہر ہو، نسبت چھڑالی جائے، ورنہ اپنی زبان پالنے کے لیے ایک بیکس بے زبان کو عمر بھر مضرت میں پھنسانا ہوگا، ۔ ۔ لڑکی والوں کو تو لحاظِ مصالح واحترازِ مفاسد زیادہ اہم ہے، لڑکے والے بھی اگر ترک میں مصلحت سمجھیں، ترک کردیں، ۔ ۔ اور اگر کوئی عذر و مصلحت نہیں بلاوجہ نسبت چھڑائی جاتی ہے تو یہ صورت مکروہ تنزیہی ہے، ۔ ۔ یہ بات اس تقدیر پر بے جا و خلاف مروت ہے مگر حرام وگناہ نہیں، ۔ ۔ اس صورت میں یہ کراہت جب ہی دفع ہوگی کہ پہلے جہاں نسبت کی تھی، وہ بخوشی اجازت دیدیں۔" (ملتقطاً از فتاوی رضویہ، جلد12، صفحہ 281 تا 283، رضا فاؤنڈیشن، لاہور)

**(2)** مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ بعض صورتوں میں منگنی توڑنا گناہ ہے، البتہ بعض صورتوں میں گناہ بھی نہیں، لیکن بہر حال **منگنی توڑنے پر مالی جرمانہ کرنا شرعاً ناجائز و حرام اور گناہ ہے**، کیونکہ مالی جرمانہ اسلام میں منسوخ ہوچکا ہے اور منسوخ پر عمل کرنا حرام ہے، نیز یہ دوسرے کا مال باطل طریقے سے کھانے کے مترادف ہے، جس کی مذمت قرآن کریم میں واضح طور پر موجود ہے۔ لہذا منگنی توڑنے میں بالفرض گناہ والی صورت بھی ہو، تو اس کا وبال انہی پر ہوگا، **شریعت مطہرہ کی طرف سے کسی فرد کو دوسرے کی شرعی یا معاشرتی غلطی پر مالی جرمانہ کرنے کا حق حاصل نہیں ہے۔**

**دوسرے کا مال باطل طریقے سے کھانے کے متعلق اللہ عزوجل ارشاد فرماتا ہے:** ﴿وَ لَا تَاْكُلُوْۤا اَمْوَالَكُمْ بَیْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ وَ تُدْلُوْا بِهَاۤ اِلَى الْحُكَّامِ لِتَاْكُلُوْا فَرِیْقًا مِّنْ اَمْوَالِ النَّاسِ بِالْاِثْمِ وَ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ﴾ ترجمۂ کنزالایمان: "اور آپس میں ایک دوسرے کا مال ناحق نہ کھاؤ، اور نہ حاکموں کے پاس ان کا مقدمہ اس لئے پہنچاؤ کہ لوگوں کا کچھ مال ناجائز طور پر کھا لو جان بوجھ کر۔" (پارہ 2، سورۃ البقرہ، آیت 188)

اس آیت کے تحت تفسیر قرطبی میں ہے: "الخطاب بهذه الاية يتضمن جميع امة محمد صلى الله عليه وسلم، والمعنى: لا ياكل بعضكم مال اخيه بغير حق، فيدخل في هذا: القمار والخداع والغصوب وجحد الحقوق **ومالا تطيب به نفس مالكه او حرمته الشريعة وان طابت به نفس مالكه** كمهر البغي وحلوان الكاهن واثمان الخمور والخنازير وغير ذلك" ترجمہ: اس آیت میں خطاب سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کی تمام امت کو شامل ہے، اور معنی یہ ہے کہ: تم میں سے کوئی بھی دوسرے کا مال ناحق طریقے سے نہ کھائے، اس عموم میں جوا، دھوکہ دہی، غصب، حقوق کی انکاری، **جس چیز کے دینے پر مالک راضی نہ ہو اور جس کی حرمت شریعت سے ثابت ہو، اگرچہ مالک دینے پر راضی ہو،** جیسے غلط عورت کی کمائی، کاہن کا نذرانہ اور خنزیر و شرابوں کی قیمتیں وغیرہ سب داخل ہیں۔ (تفسیر قرطبی، جلد2، صفحہ 338، مطبوعہ قاھرہ)

مسند امام احمد بن حنبل میں ہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "لا يحل لامرء ان ياخذ مال اخيه بغير حقه وذلك لما حرم الله مال المسلم على المسلم" ترجمہ: مرد کے لئے حلال نہیں کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کا ناحق مال کھائے، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان پر دوسرے مسلمان کا مال حرام فرمایا۔ (مسند امام احمد بن حنبل، جلد39، صفحہ 19، مطبوعہ بیروت)

**مالی جرمانہ منسوخ ہے۔** امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: "کان فی صدر الاسلام تقع العقوبات فی الاموال ثم نسخ" ترجمہ: شروع اسلام میں مالی سزائیں دی جاتی تھیں، پھر یہ حکم منسوخ ہوگیا۔ (شرح نسائی شریف، کتاب الزکوٰۃ، عقوبۃ مانع الزکوٰۃ، جلد 5، صفحہ 17، مطبوعہ بیروت)

البحر الرائق میں ہے: "ان المذھب عدم التعزیر باخذ المال" ترجمہ: صحیح مذہب کے مطابق مالی جرمانہ جائز نہیں۔ (البحر الرائق، کتاب الحدود، باب حد القذف، فصل فی التعزیر، جلد 5، صفحہ 68، مطبوعہ بیروت)

امام اہلسنت رحمۃ اللہ علیہ ایک مقام پر فرماتے ہیں: "جرمانہ کے ساتھ تعزیر کہ مجرم کا کچھ مال خطا کے عوض لے لیا جائے، منسوخ ہے اور منسوخ پر عمل جائز نہیں۔" (فتاوی رضویہ، جلد 13، صفحہ 505، رضا فاؤنڈیشن لاھور)

**نوٹ:** یہاں مالی جرمانے کا حکم بیان کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ منگنی ٹوٹ جانے پر فریقین کی طرف سے ایک دوسرے کو دیئے گئے تحائف وغیرہ کی واپسی کا مطالبہ بھی کیا جاتا ہے، توان چیزوں کی واپسی ہونے نہ ہونے کی تفصیل جدا ہے، اگران تحائف وغیرہ کے متعلق تفصیل جاننی ہو، تو اپنے علاقے وبرادری کا عرف ورواج اور متعلقہ وضاحت دیکر جداگانہ فتوی حاصل کیا جاسکتا ہے۔

وَاللّٰہُ اَعْلَمُ عَزَّوَجَلَّ وَرَسُوْلُہ اَعْلَم صَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم

مجیب: مولانا محمد علی عطاری مدنی

فتوی نمبر: Pin-6885

تاریخ اجراء: 09 جمادی الثانی 1443ھ/13 جنوری 2022ء